ماہنامہ

علمیت

لاہور

اپریل 2026ء

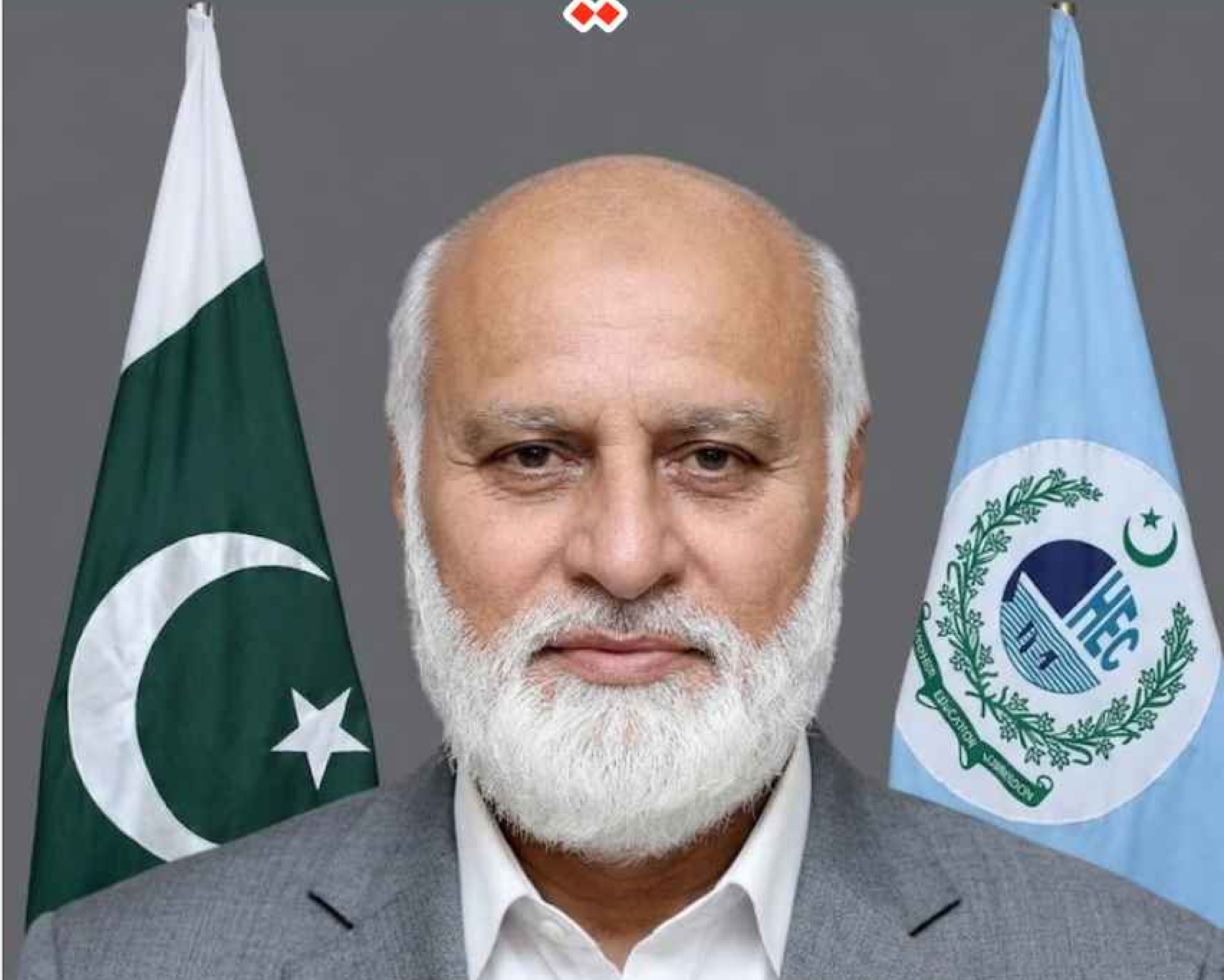

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کیلئے

چیئرمین ہائر ایجوکیشن کمیشن، پروفیسر ڈاکٹر نیاز احمد اختر

چیئرمین ہائر ایجوکیشن کمیشن، پروفیسر ڈاکٹر نیاز احمد اختر کی مصروفیات کی تصویری جھلکیاں

پاکستان میں تعلیمی دنیا کا ترجمان

ماہنامہ
Monthly ILMIAT Lahore

علمیت
لاہور

جلد نمبر 08 | شمارہ نمبر 04 | اپریل 2026ء

Monthlyilmiat@gmail.com www.ilmiatonline.com facebook.com/ilmiat

چیف ایڈیٹر: ڈاکٹر رفاقت علی اکبر

ایڈیٹر: احمد علی عتیق

ڈپٹی ایڈیٹر: پروفیسر محمد شریف

مجلس ادارات

- میاں عمران مسعود
- عباس تابش
- محمد اقبال چاند
- مرزا کاشف
- چوہدری افتخار احمد

قانونی مشیر: مقصود ملک ایڈووکیٹ، لاہور ہائی کورٹ

نمائندگان

- محمد زین العابدین... میانوالی
- مزمل شبیر... بہاولپور
- مظفر اقبال... لودھراں

گرافکس ڈیزائنر: محمد سعید یعقوب

فہرست مضامین

اداریہ	05
پروفیسر ڈاکٹر نیاز احمد اختر کی بطور چیئرمین ہائر ایجوکیشن کمیشن تقرری	06
اعلیٰ تعلیم اور چیئرمین ہائر ایجوکیشن کمیشن سے توقعات وابستہ	09
جنریشن زی اور تعلیمی نظام	11
نئے تعلیمی سیشن کا آغاز	13

ضرورت نامہ نگاران

تعلیمی میگزین ماہنامہ ''علمیت'' لاہور کیلئے پاکستان بھر کے تمام تحصیل و ضلعی مراکز سے نامہ نگاران کی ضرورت ہے۔ مکمل کوائف کے ساتھ رابطہ کریں۔ احمد علی، مینجنگ ایڈیٹر،
واٹس ایپ نمبر: 0333 4969330
ای میل: monthlyilmiat@gmail.com

برائے رابطہ: عبداللہ سینٹر، فلیٹ نمبر 04، اعوان ٹاؤن، لاہور
0333-4969330
0300-8878410

قیمت فی شمارہ: -/200
زرِ تعاون سالانہ: -/2000

احمد علی پبلشر نے پرنٹر انتخاب جدید پریس سے چھپوا کر 56 لارکس کالونی گرد سٹیشن ایکسٹینشن II مغلپورہ روڈ گڑھی شاہو لاہور سے شائع کیا

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ① خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ②

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ ① جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ ②

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ③ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ④ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ⑤

توپڑھتارہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے۔ ③ جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا۔ ④ جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔ ⑤

(سُورَۃُ العَلَق آیات ۱ تا ۵)

حدیث رسول اللہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَن سلَكَ طريقًا يلتَمِسُ فيهِ علمًا ، سَهَّلَ اللهُ لهُ طريقًا إلى الجنَّةِ ،
جو شخص علم کی جستجو میں کسی راہ کا مسافر ہوا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی راہ آسان کر دیتے ہیں۔

ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

علامہ محمد اقبالؒ

ہمیں اپنی تعلیم کی پالیسی اور پروگرام کو اپنی عوام کے لیے موزوں، اپنی تاریخ وثقافت سے ہم آہنگ اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا ہے۔

(قائداعظم 27 نومبر 1947 پہلی تعلیمی کانفرنس)

مسلمان کیلئے سب سے بڑا خطرہ اگر کوئی ہے تو یہی کہ وہ خود اسلام کی تعلیم سے ناواقف ہو، خود یہ نہ جانتا ہو کہ قرآن کیا سکھاتا ہے اور حضرت محمد ﷺ کیا ہدایت دے گئے ہیں۔ اس جہالت کی وجہ سے وہ خود بھی بھٹک سکتا ہے اور دوسرے دجال بھی اس کو بھٹکا سکتے ہیں۔

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

فروغ علم اور تعلیمی سرگرمیوں سے آگاہی کے لئے ماہنامہ علمیت لاہور کے خریدار بنیں

اداریہ

نئی قیادت، نئے امکانات: ہائر ایجوکیشن کمیشن اور ڈاکٹر نیاز احمد اختر

پاکستان کے اعلیٰ تعلیمی منظرنامے میں ایک اہم پیش رفت اُس وقت سامنے آئی جب پروفیسر ڈاکٹر نیاز احمد اختر کو ہائر ایجوکیشن کمیشن (HEC) کا نیا چیئرمین مقرر کیا گیا۔ ان کی تقرری کو علمی و تعلیمی حلقوں میں نہایت خوش آئند قرار دیا جا رہا ہے، اور بجا طور پر اسے امید کی ایک نئی کرن سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر نیاز احمد اختر ایک ماہرِ تعلیم، ممتاز سائنسدان اور تجربہ کار منتظم کے طور پر اپنی شناخت رکھتے ہیں، جن کی پیشہ ورانہ زندگی خدمات اور کامیابیوں سے عبارت ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر نیاز احمد اختر کا شمار اُن شخصیات میں ہوتا ہے جنہیں ملک کی کئی بڑی جامعات کی قیادت کا وسیع تجربہ حاصل ہے۔ انہوں نے اپنی انتظامی بصیرت، علمی وژن اور مؤثر منصوبہ بندی کے ذریعے اداروں کو نہ صرف مستحکم کیا بلکہ انہیں ترقی کی نئی راہوں پر بھی گامزن کیا۔ یہی اوصاف آج انہیں ایک ایسے منصب کے لیے موزوں بناتے ہیں جو ملک کے تعلیمی مستقبل کا تعین کرتا ہے۔ تاہم، یہ حقیقت بھی نظرانداز نہیں کی جا سکتی کہ انہوں نے اپنی ذمہ داریاں ایک نہایت نازک دور میں سنبھالی ہیں۔ پاکستان اس وقت معاشی مشکلات سے دوچار ہے، جس کے اثرات تعلیمی شعبے پر بھی واضح طور پر مرتب ہو رہے ہیں۔ محدود مالی وسائل کے باعث اعلیٰ تعلیم کے لیے درکار سرمایہ کاری متاثر ہو رہی ہے، جو کسی بھی ترقی پذیر ملک کے لیے ایک بڑا چیلنج ہے۔ ایسے میں ڈاکٹر اختر کی قیادت سے یہ توقع کی جا رہی ہے کہ وہ وسائل کے مؤثر استعمال، پالیسی اصلاحات اور بین الاقوامی تعاون کے ذریعے اس خلا کو پُر کرنے کی کوشش کریں گے۔ مزید برآں، عالمی سطح پر پیدا ہونے والی کشیدہ صورتحال، خصوصاً ایران اور امریکہ کے درمیان حالیہ جنگ، نے دنیا بھر میں ایک غیر یقینی فضا قائم کر دی ہے جس کے اثرات تعلیم سمیت مختلف شعبوں پر پڑ رہے ہیں۔ ایسے حالات میں پاکستان کے تعلیمی نظام کو مزید مستحکم، خودکفیل اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ بنانے کی ضرورت دوچند ہو جاتی ہے۔ آج کا تقاضا یہ ہے کہ جامعات محض ڈگریاں دینے والے ادارے نہ رہیں بلکہ تحقیق، اختراع اور معاشی ترقی کے مراکز بنیں۔ ڈاکٹر نیاز احمد اختر کے وسیع تجربے اور وژن سے یہ امید کی جا رہی ہے کہ وہ جامعات کو قومی ترقی، بالخصوص اقتصادی استحکام میں فعال کردار ادا کرنے کے قابل بنائیں گے۔ تعلیمی ماہرین، اساتذہ اور طلبہ کی نظریں اب نئی قیادت پر مرکوز ہیں۔ توقع کی جا رہی ہے کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن کو ایک ایسا فعال، شفاف اور عوام دوست ادارہ بنایا جائے گا جو نہ صرف اعلیٰ تعلیم کو عام آدمی کی دسترس میں لائے بلکہ متوسط اور کم آمدنی والے طبقات کے لیے اندرون و بیرون ملک معیاری تعلیم کے مواقع بھی فراہم کرے۔ یہ تقرری بلاشبہ ایک موقع ہے بی نہ صرف نظام کو بہتر بنانے کا بلکہ ایک ایسے تعلیمی وژن کو عملی جامہ پہنانے کا جو پاکستان کو علم، تحقیق اور ترقی کی راہ پر آگے لے جائے۔ ادارہ علمیت کے ارکان پروفیسر ڈاکٹر نیاز احمد اختر کی کامیابی کے لئے دعا گو ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر رفاقت علی اکبر

پروفیسر ڈاکٹر نیاز احمد اختر کی بطور چیئرمین ہائر ایجوکیشن کمیشن تقرری

ہائر ایجوکیشن میں ایک نئے دور کا آغاز

تحریر: پروفیسر ملک محمد شریف

پروفیسر ڈاکٹر نیاز احمد اختر بطور ماہر تعلیم، تعلیمی شعبے میں گراں قدر خدمات کا اعزاز رکھتے ہیں، انہیں کئی یونیورسٹیوں میں بطور وائس چانسلر کام کرنے کا موقع ملا اور ان اداروں کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے میں انہوں نے فعال کردار ادا کیا۔ یہ ان کی تعلیمی اور انتظامی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔۔۔ یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ ان کی بطور چیئرمین ہائر ایجوکیشن کمیشن پاکستان تقرری، اعلیٰ تعلیم کے لیے نیک فال ثابت ہوگی اور پاکستان کی یونیورسٹیاں عالمی رینکنگ میں اور ریسرچ کے شعبے میں ایک مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گی۔ پنجاب یونیورسٹی سے ان کی وابستگی بھی ان کی زندگی کا ایک اہم حصہ ہے۔ انہوں نے اس ادارے سے کیمیکل انجینئرنگ میں ڈگری حاصل کی۔ اور یونیورسٹی آف لیڈز یو کے سے ماحولیاتی مینجمنٹ میں پی ایچ ڈی کی۔ وہ پنجاب یونیورسٹی میں پروفیسر ایمیریٹس کے طور پر بھی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اس سے قبل وہ قائد اعظم یونیورسٹی، پنجاب یونیورسٹی، انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی یونیورسٹی ٹیکسلا، یونیورسٹی آف ساہیوال اور انفارمیشن ٹیکنالوجی یونیورسٹی لاہور کے وائس چانسلر، جبکہ نیشنل ٹیکسٹائل یونیورسٹی فیصل آباد کے ریکٹر بھی رہ چکے ہیں۔ وہ پاکستان انجینئرنگ کونسل میں پنجاب سے تین سالہ مدت (2021 تا 2024) کے لیے وائس چیئرمین بھی رہے۔ تعلیم (انجینئرنگ و ٹیکنالوجی) کے شعبے میں نمایاں کارکردگی کے اعتراف میں انہیں حکومت پاکستان کی جانب سے ستارۂ امتیاز سے نوازا گیا۔ ڈاکٹر نیاز احمد اختر نے جس بھی ادارے کا چارج سنبھالا اس کی تعمیر و ترقی کے لیے بھرپور کوشش کی اور ان کا وہ دور اس ادارے کے لیے ایک سنہری دور نظر آتا ہے۔ ڈاکٹر نیاز احمد اختر نے 2018 میں پنجاب یونیورسٹی میں بحیثیت وائس چانسلر فرائض منصبی سنبھالے۔ انہوں نے تمام شعبوں میں درپیش چیلنجز کا حل پیش کرنے کے لیے ترقی یافتہ ممالک کی یونیورسٹی کی طرز پر کردار ادا کرنے کا عزم کیا۔ اس سے پہلے انہوں نے تمام معاملات میں میرٹ، شفافیت، احتساب اور گڈ گورننس کا ماڈل متعارف کرایا۔ جس پر انہوں نے سختی سے عمل درآمد کرایا۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا میں پنجاب یونیورسٹی کا عملی سطح پر ایک واضح کردار نظر آ رہا ہے۔ دیگر یونیورسٹیاں، جن میں نجی سیکٹر کی یونیورسٹیاں بھی شامل ہیں۔ انہوں نے بھی اس رول ماڈل کو اپنایا اور اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے، جب انہوں نے چارج سنبھالا تو یونیورسٹی میں 13 فیکلٹیز 10 انسٹیٹیوٹ اور 73 شعبے تھے جو کہ تعلیمی ضروریات کے حوالے سے ناکافی تھے۔ انہوں نے آئندہ 50 سال کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے تمام فیکلٹیز اور شعبہ جات کو تحقیقی و تعلیمی ضروریات کے مطابق ڈھالنے کا کام شروع کیا۔ اس سلسلے میں کئی اصلاحات کیں اور شعبہ جات کو پروموٹ کرنے کی تجاویز طلب کیں۔ اس کے نتیجے میں 13 فیکلٹیز اور شعبہ جات کی تعداد 150 تک بڑھائی، فیکلٹیز اور شعبہ جات کی تنظیم نو کے لیے مدد حاصل کی۔ تا کہ تمام شعبہ جات میں جدید تقاضوں کے مطابق بین الاقوامی معیار کے گریجویٹ پیدا ہوں۔ اس طرح 2018 میں رینکنگ کی دنیا کی بہترین جامعات میں 78 جس میں تین سال میں 16 کا اضافہ ہوا۔ ایشیائی رینکنگ میں 54 میں درجے پر آئی۔ یونیورسٹی کی تاریخ میں پہلی مرتبہ 13 مضامین عالمی رینکنگ میں آئے۔ شعبہ پیٹرولیم انجینئرنگ دنیا کے بہترین 150 اداروں میں شامل ہو گیا۔ اس سلسلہ میں چیئرمین خالد محمود اور فیکلٹی ممبران دونوں کی محنت شامل ہے اس وقت پنجاب یونیورسٹی میں تقریباً 150 پروفیسر ہیں۔ جنہوں نے یونیورسٹیوں کی یونیورسٹی کی صلاحیتوں میں اضافہ کیا۔ ڈاکٹر نیاز احمد اختر کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے اہم شعبوں کی ترقی کے لیے چار نئے تدریسی تربیتی مراکز قائم کیے۔ جس کی وجہ سے ورلڈ رینکنگ میں بھی بہتری آئی ہے۔ ڈاکٹر نیاز اختر کے دور میں پنجاب یونیورسٹی کی اقدار کی بحالی سماجی اور سماجی اقتصادی اثرات مرتب ہوئے۔ ڈاکٹر نیاز احمد اختر کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے مختلف شعبوں کی تعمیر و ترقی کے لیے چار نئے تدریسی و تحقیقی اور تربیتی مراکز قائم کیے جن میں سینٹر فار ایکسیلنس سینٹر فار ریسرچ اینڈ سسٹینیبل ڈیولپمنٹ، سینٹر فار سوشل ڈیولپمنٹ، سینٹر برائے انٹرپرینیورشپ اور سینٹر برائے ریجنل انٹیگریشن شامل ہیں۔ جن کا مقصد بہترین اخلاقی اقدار کے حامل اور ایماندار ذمہ دار شہری پیدا کرنا ہے۔ اس سے مختلف چیلنجز کو نپٹنے میں مدد ملے گی سینٹر فار سوشل ڈیولپمنٹ اور سینٹر فار انٹرپرینیورشپ معاشرے میں معیار زندگی کو بہتر بنانے اور غریب طبقے کے مسائل حل کرنے میں مدد دیں گے۔ سینٹر فار ریسرچ ان ایس ڈی جی سے ان کو حل کرنے میں مدد ملے گی اس سینٹر سے مختلف تحقیقی شعبہ جات میں ہونے والی تحقیق کا ایک نقشہ پیش کیا جائے گا۔ جو پاکستان میں تعلیم صحت، ماحولیاتی تبدیلیوں، خوراک، زراعت اور ایسے شعبے میں ایس جی ڈی کے مقاصد حاصل کرنے کے لیے مددگار ثابت ہوگا اور نئے حل بھی پیش کرے گا۔ سینٹر فار ریجنل انٹیگریشن پاکستان کو خطے میں ایک مضبوط قوت بنانے اور خطے کے ممالک سے بہترین تعلقات قائم کرنے میں مدد و معاون ثابت ہوگا ڈاکٹر نیاز احمد اختر نے پنجاب یونیورسٹی کے کئی شعبوں میں کوشش کی کہ وہاں پر 100 فیصد پی ایچ ڈی اساتذہ مقرر ہوں اور بعض میں 50 فیصد، انہوں نے پی ایچ ڈی سکالرز کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے کئی ایک اقدامات کیے، ان کا کہنا تھا کہ بین الاقوامی معیار کے مطابق 67 فیصد پی ایچ ڈی سٹاف ہونا چاہیے۔ انہوں نے ایک بڑا کام کیا کہ طلبہ کی ملازمت کے لیے کے لیے انڈسٹری کے ساتھ مل کر اوپن ہاؤس۔ جس میں صنعت کار آئیں گے اور قابلیت کے مطابق طلبہ کا انتخاب کریں گے، انہوں نے طلبہ کو علاقائی پروجیکٹ بنانے کی تجویز پیش کی تا کہ مسائل کو دیہات کی سطح تک آسانی سے حل کیا جائے۔ کیونکہ

80فیصد طلبہ دیہات سے آتے ہیں۔انہوں نے پنجاب یونیورسٹی میں میڈیکل کالج بنانے کے لیے بہت کوشش کی،اس ادارے کے لیے ہم کے لیے چھ بلین بجٹ میں رکھا اور اس کے ساتھ 500 بستروں کا ہسپتال بھی قائم کرنے کا منصوبہ بنایا۔اس کالج کی تعمیر کے لیے سنڈیکیٹ سے منظوری لی اور اس کے علاوہ انہوں نے اور ڈینٹل کالج میں نئے شعبہ جات بھی بنائے وہ ہمیشہ اساتذہ اور طلبہ کے مسائل کے لیے اپنے دفتر کو کھلا اپنے دفتر کے دروازے کھولے رکھے،اور اپنے دور میں وہ وائس چانسلر ہوتے ہوئے بھی کیمیکل انجینیئرنگ کے شعبے میں ایک مضمون پڑھاتے رہے۔انہوں نے یونیورسٹی میں شفافیت اور میرٹ کا نظام قائم کیا اور اپنے دور میں آن لائن کلاسز کا بھی اجرا کیا تاکہ طلبہ ایمرجنسی میں تعلیم سے محروم نہ رہیں اور انہوں نے کرونا کی وبا کے دوران طلبہ کو تدریسی سہولتیں مہیا کی۔ان کی وائس چانسلرشپ کے دور میں یونیورسٹی کو یہ بھی اعزاز حاصل ہوا کہ یونیورسٹی کی تاریخ میں ریکارڈ تعداد میں 290 پی ایچ ڈی سکالرز فارغ التحصیل ہوئے۔انہوں نے چار مرتبہ فیس میں اضافے کی تجویز کو مسترد کیا۔انہوں نے اپنا چارج سنبھالنے کے بعد فیس میں قطعاً کوئی اضافہ نہیں کیا۔ان کے دور میں اسی وجہ سے یونیورسٹی میں ریکارڈ داخلہ ہوا جو 47 ہزار طلبہ اور طالبات پر مشتمل تھا۔خاص طور پر آئی ٹی میں 3 ہزار طلبہ اور 72 فیکلٹی ممبران بھرتی کیے گئے اور اس شعبے کو فیکلٹی ڈکلیئر کیا گیا۔آئی ٹی سافٹ ویئر اور کمپیوٹر سائنس کا الگ الگ شعبہ قائم کیا۔اس طرح فائن آرٹس میں 11 اساتذہ سے 38 کا اضافہ کیا جو ایک کالج کی شکل اختیار کر گیا۔سکول آف میڈیا پہلے ایک جرنلزم کا شعبہ تھا اس میں کئی شعبوں کا اضافہ کیا اور اسے انسٹیٹیوٹ آف جرنلزم،الیکٹرانک میڈیا،پرنٹ میڈیا ویڈیو میکنگ جو جو شعبے تھے وہ خود مختار بن گئے۔سکول آف اکنامکس اور شعبہ ماحولیات کو بھی بڑے شعبوں میں تبدیل کر دیا۔ان کے دور میں یونیورسٹی میں پانچ کیمپس 13 فیکلٹیز،10 انسٹیٹیوٹ کالجز،173 شعبہ جات بوائز ہاسٹل 16،گرلز 12،کل تعداد 28 ہے۔مستقل فیکلٹی ممبران کی تعداد 926 ریسرچ آفیسرز،960 نان ٹیچنگ سٹاف 5220 طلبہ آن کیمپس،45 ہزار آف کیمپس 4 لاکھ 94 ہزار 887،الحاق شدہ کالج 634 جبکہ یونیورسٹی کا سالانہ بجٹ 70.9 بلین تھا۔ڈاکٹر نیاز احمد اختر بڑے علم دوست اور غریب طلبہ کے بڑے ہمدرد ثابت ہوئے انہوں نے انہوں نے کووڈ کی وبا کے دوران پرندوں کی خوراک اور پانی کا بھی بندوبست کیا۔وہ پنجاب یونیورسٹی کو دنیا کی بہترین یونیورسٹی بنانا چاہتے تھے اور اس سلسلے میں کافی کام بھی کیا،جب وہ وائس چانسلر منتخب ہوئے تو انہیں کئی مسائل کا سامنا تھا خاص کر سینٹ کی میٹنگ 13.12 سال سے نہیں ہوئی تھی سینڈیکیٹ کے اکیڈمک کونسل کے مسائل بھی تھے،بعض ایسے پروگرام تھے جن کا سال بیس سال جائزہ ہی نہیں لیا گیا تھا۔میرٹ کے نام کی کوئی چیز نہ تھی گڈ گورننس کے مسائل کے علاوہ طلبہ کی گروپ بازی جس سے امن و امان کی صورتحال ابتر ہو چکی تھی۔یونیورسٹی اساتذہ کی ترقیاں رکی ہوئی تھیں۔اسمبلی ہال کے باہر احتجاج ہو رہا تھا۔ریسرچ کی حالت بھی خراب تھی۔انہوں نے اس کے فروغ کے لیے فنڈنگ کا اضافہ کیا۔مقالہ جات،کنٹرولر آفس میں پڑے رہتے تھے۔جن سے تحقیقی اشاعتوں میں اضافہ ہوا۔پنجاب یونیورسٹی میں 62 کے قریب پروفیسر تھے،اسوسی ایٹ پروفیسر 50 تھے۔ان میں کبھی بھی اضافہ نہیں ہوا تھا۔آج 150 سے زائد شعبہ جات ہیں ان کے دور میں یونیورسٹی رینکنگ 145 پر پہنچی۔انہوں نے 2019 میں مضامین کی درجہ بندی کی،15 مضامین مزید بڑھائے کئی مضامین کی رینکنگ بہتر ہوئی۔2018 میں پنجاب یونیورسٹی کیو ایس ایشین رینکنگ 232 نمبر پر آئی۔نیچرل پبلشنگ سائنسی تحقیق کی مقالہ جات شائع کرنے والا ادارہ جو 1869 میں قائم ہوا نے نیچرل سائنس کے شعبے کو بہترین قرار دیا۔جو ایک اہم کامیابی ہے۔ان کے دور میں یونیورسٹی میں پہلی دفعہ 326 افراد پی ایچ ای ڈی کے بنے۔انہوں نے خواتین کی تعلیم کے لیے خصوصی اقدامات اٹھائے۔ان کے دور میں پنجاب یونیورسٹی 70 فیصد اخراجات اپنے وسائل سے کرتی رہی۔انہوں نے ریسرچ پروگرام کو فروغ دیا اور سوشل شعبے کے کردار کو بڑھایا یونیورسٹی میں نظم وضبط کو بہتر کیا۔طلبہ کی اخلاقی تربیت کی تاسیسی ماٹو یقین محکم اتحاد اور نظم وضبط پر عمل کرایا۔طلبہ کی اخلاقی تربیت کے لیے ایک مرکز قائم کیا۔تاکہ مادر علمی سے فارغ ہونے والے طلبہ جب سماج میں جائیں تو مثالی کردار کے حامل ہوں پاکستان میں بھی اجالا کرنے کا باعث بنیں۔انہوں نے یونیورسٹی کے انتظامی امور میں بہتری لانے کی بھرپور کوشش کی۔انہوں نے ڈینز اور شعبہ جات کے سربراہوں کے باقاعدگی سے اجلاس منعقد کیے اور ہمیشہ یونیورسٹی کو ماڈل بنانے کی کوششوں میں مصروف رہے۔انہوں نے ادنی ملازمین کے لیے بھی اپنے دروازے ہمیشہ کھلے رکھے وہ کہتے ہیں کہ یونیورسٹیاں علم کا گہوارہ ہونی چاہئیں۔انہوں نے تعلیم نسواں کو پر بھرپور توجہ دی اور ان کا کہنا تھا کہ اگر عورتیں تعلیم یافتہ ہوں گی تو مہذب معاشرہ تشکیل پائے گا۔وہ شعبہ جات میں 100 فیصد پی ایچ ڈی فیکلٹی کے لیے کوشاں رہے طالبات ہر شعبہ میں بہترین کارکردگی دکھاتی رہیں۔انتظامی امور میں بہتری لانے کے لیے انہوں نے انتظامی عہدوں اور اساتذہ کو الگ کیا۔تاکہ تعلیم وتحقیق میں حرج نہ ہو۔ان عہدوں کے لیے انہوں نے ہمیشہ اخبارات میں اشتہار دیا تاکہ اہل افراد کی تقرری کی جاسکے۔انہوں نے روایت سے ہٹ کر پرو وائس چانسلر کی تقرری کا کیس گورنر کو بھیجا۔جس سے ڈاکٹر سلیم مظہر کی تعیناتی ہوئی۔بڑے عرصہ سے ان اساتذہ کی تقرریوں ترقیوں کا کام رکا ہوا تھا،یہ جمود توڑ کر انہوں نے 2019 میں 29 سلیکشن بورڈ بنائے جس کے نتیجے میں ایک سال میں 37 پروفیسر 526 ایسوسی 52 خصوصی ایٹ پروفیسرز 56 اسسٹنٹ پروفیسر اور 33 لیکچررز مقرر کیے گئے۔اس اقدام سے تقریباً 85 فیصد پروموشن کیسوں پر کارروائی کی گئی۔ملازمین کی رہائش ہی گاہیں بنوائیں۔یونیورسٹی کی

تحقیقی سرگرمیوں میں اس دور میں اچھا خاصا اضافہ ہوا۔ پانچ ہزار ملازمین کو ترقی دی گئی۔ انہوں نے ایک سال میں ریکارڈ تین درجن قومی اور بین الاقوامی کانفرنسز کا انعقاد کیا۔ جس میں متعلقہ شعبوں میں بہتری کے لیے گراں قدر سفارشات مرتب کی گئی۔ یہ سفارشات پالیسی ساز اداروں کو بھی ارسال کی گئیں۔ کشمیر پر بھارتی زیادتی کے حوالے سے زبردست مظاہرے اور ریلیاں نکالی گئیں جن میں اساتذہ اور ملازمین نے بھرپور شرکت کی۔ ملکی دفاع کے لیے اپنی جان قربان کرنے والوں کے کرنے والے شہیدوں کے بچوں کے لیے تقریباً 225 نشستیں اور پانچ ہزار روپے ماہانہ وظیفہ مقرر کیا گیا۔ جبکہ انہیں مفت رہائش کی سہولت بھی میسر کی گئی یونیورسٹی نے انڈسٹری، اکیڈمیاں اور سوسائٹی کے درمیان تعلقات کے فروغ دینے کے ان پر خصوصی توجہ کی۔ کئی قومی اور بین الاقوامی تعلیمی اداروں کے ساتھ 16 معاہدے کیے گئے۔ تاکہ مختلف شعبوں میں تعاون کا فروغ ہو۔ غیر ملکی طلبہ کے داخلے اور دیگر سہولتوں کی فراہمی کے لیے خصوصی ڈیسک قائم کیا۔ پنجاب یونیورسٹی میں خواتین کی حوصلہ افزائی کے لیے عالمی یوم خواتین ہر سال منایا جاتا ہے۔ پہلی مرتبہ مختلف فیکلٹیز کی سربراہی تمام شعبہ بعد میں خواتین کو سونپی گئی خواتین کو بہت سے اہم عہدے بھی دیے گئے۔ تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو سکے یونیورسٹی میں داخلہ کے سلسلے میں طلبہ اور والدین کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ بیشتر امیدوار دور دراز علاقوں سے آتے جن میں ہزاروں روپے خرچ ہوتے تھے۔ جبکہ داخلہ کے موقع پر سٹال لگانے پر طلبہ تنظیموں کی جانب سے امن وامان کے سلسلے میں بھی دباؤ تھا۔ اس لیے انہوں نے 2018 میں آن لائن داخلوں کا سلسلہ شروع کیا۔ جس سے آسانیاں پیدا ہوئیں 2019 میں مختلف شعبہ جات میں داخلہ داخلوں کے لیے 76862 درخواستیں موصول ہوئیں ریگولر پرائیویٹ امیدواروں کے آن لائن داخلے شروع ہوئے۔ جس سے ساڑھے ساڑھے پانچ لاکھ طلبہ مستفید ہوئے۔ اس طرح انہوں نے پنجاب یونیورسٹی میں میڈیکل کے کالج کے قیام کو بھی آگے بڑھایا۔ ڈاکٹر نیاز احمد اختر نے غیر نصابی یہ سرگرمیوں کے انعقاد پر بھی خصوصی توجہ دی 2019 میں طلبہ اور طالبات نے 182 ٹرافیاں حاصل کیں جبکہ مختلف کھیلوں میں 11 گولڈ میڈلز اور دیگر 29 کے گیمز میں ٹاپ پوزیشنز حاصل کیں۔ ان کی تعلیمی شعبے میں خدمت کے اعتراف پر حکومت پاکستان نے انہیں ہائر ایجوکیشن کمیشن پاکستان کا چیئرمین مقرر کیا ہے اور یہ پاکستان کے تعلیم شعبے میں ایک اہم ترین اور مثبت تبدیلی کا درجہ رکھتی ہے۔ جامعہ پنجاب، قائداعظم یونیورسٹی اور یو ای ٹی یو ای ٹی ٹیکسلا جیسی بڑی جامعات کے وائس چانسلر کے طور پر خدمات انجام دینے کے بعد چیئرمین ایچ ای سی مقرر ہوئے ہیں۔ وہ اس نظام کی روح کو سمجھتے ہیں، اور بڑا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ ان کی تعیناتی سے ایچ ای سی کے دوبارہ فعال کردار کے امکانات ہو گئے ہیں۔ وہ پبلک سیکٹر کی ضرورتوں کو سمجھتے ہیں اور وہ اپنے فرائض منصبی بہترین طریقے سے ادا کریں گے۔ جو شخص خود وائس چانسلر رہ چکا ہو، جانتا ہے کہ ایچ ای سی ہائر ایجوکیشن کو درپیش مسائل کو کس طرح حل کرنا ہے۔ تاکہ تعلیم کی ترقی میں کوئی رکاوٹ نہ آئے۔ اس سے یہ بھی توقع پیدا ہو گئی ہے کہ ایچ ای سی ایک سہولت کار ادارے کا کردار ادا کرے گا۔ ان کا تجربہ وفاق اور صوبوں میں بہترین ثالث کا کردار ادا کرے گا۔ اٹھارویں ترمیم کے نتیجے میں پیدا ہونے والے ابہام دور ہو جائیں گے۔ پاکستان کی اعلیٰ تعلیم اب تقسیم ہو چکی ہے۔ وہ ایچ ای سی کو ایک سخت خول سے نکال کر سرکاری جامعات کو ایک نئی زندگی بخشیں گے۔ تو یقیناً ماضی کی صورتحال بدل جائے گی۔ جس سے ایک نیا معیار اور خود مختاری پیدا ہوگی۔ ڈاکٹر نیاز اختر فروری 2026 میں اپنی تعیناتی کے بعد مختلف موضوعات پر اجلاس منعقد کر کے اپنی ترجیحات مرتب کر رہے ہیں۔ اپنے عہدے کا چارج سنبھالتے ہی انھوں نے اپنی سرگرمیوں کا آغاز کر دیا ہے۔ وہ اس کوشش میں مصروف ہیں کہ اداروں میں ہونے والی باہمی رسہ کشی کو ختم کریں اور ایک نیا ایچ ای سی ماڈل بنائیں۔ ہم سب کی اور تعلیمی شعبے سے تعلق رکھنے والے تمام افراد کی دعائیں اور نیک تمنائیں ان کے ساتھ ہیں۔ پاکستان میں جامعات کی تعداد اس وقت 276 سے تجاوز کر چکی ہے وفاقی فنڈنگ کی اس بڑھتی ہوئی تعداد کا ساتھ نہ دے سکی تعلیم کا بجٹ سکڑ چکا ہے۔ جامعات کو ملنے والا بجٹ کئی برسوں سے جمود کا شکار ہے۔ طلبہ اور اساتذہ کی تعداد میں بھی اضافہ ہو چکا ہے نئے چیئرمین سے توقع ہے کہ ان مسائل پر قابو پالیں گے اور ان کی محنت اور کوشش سے ہائر ایجوکیشن کے شعبے میں کامیابی کا ایک نیا باب شروع ہوا۔

اعلیٰ تعلیم اور چیئرمین ہائیر ایجوکیشن کمیشن
پروفیسر ڈاکٹر نیاز احمد اختر سے توقعات وابستہ

ڈاکٹر نیاز اختر اس تلخ حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ پاکستان میں تحقیق کا معیار ایک اہم مسئلہ ہے۔ اگرچہ جامعات اور تحقیقی جرائد کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے، مگر تحقیق کا بڑا حصہ معیاری، مسئلہ حل کرنے والی اور صنعت سے جڑی ہوئی نہیں۔ زیادہ تر تحقیقی سرگرمیاں ترقی ملازمت یا تعلیمی تقاضوں تک محدود رہتی ہیں، جس سے معیشت کو براہ راست فائدہ نہیں پہنچتا۔ ترقی یافتہ ممالک میں جامعات، صنعت اور حکومت کے درمیان "Triple Helix Model" کے تحت مضبوط اشتراک قائم ہوتا ہے، مگر پاکستان میں یہ ربط کمزور ہے۔ اسی طرح، جامعات کی تعداد میں اضافہ معیار کی بہتری کے بغیر ہوا ہے۔ کئی یونیورسٹیاں بنیادی لیبارٹریز، تحقیقی فنڈنگ اور تربیت یافتہ اساتذہ سے محروم ہیں۔ اساتذہ کی پیشہ ورانہ تربیت (Faculty Development) اور ریسرچ گرانٹس کی کمی نے تعلیمی معیار کو محدود کر دیا ہے۔

ڈیجیٹل تبدیلی اور AI کا کردار

ڈاکٹر نیاز احمد اختر جیسا نادر روزگار ماہر تعلیم دور حاضر کے تعلیمی منظرنامے AI کی اہمیت سے بخوبی آگاہ ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ پاکستان کی نیشنل AI پالیسی 2025 ایک اہم پیش رفت ہے جو جدت، ڈیجیٹل انفراسٹرکچر اور افرادی قوت کی ترقی کا وژن پیش کرتی ہے۔ تاہم تعلیم کے شعبے میں AI کا نفاذ ایک حساس اور پیچیدہ

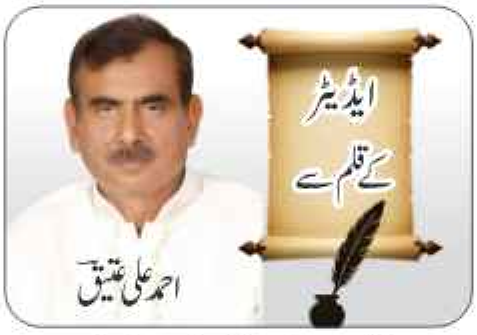

معاملہ ہے۔ تعلیم صرف ٹیکنالوجی نہیں بلکہ انسانی ترقی، اخلاقیات، اور سماجی انصاف سے جڑا ہوا شعبہ ہے، جس کے لیے مخصوص پالیسی درکار ہے۔ یونیسکو کے عالمی فریم ورک کے مطابق AI کو تعلیم میں شامل کرتے وقت اخلاقیات، تعصب (bias)، شفافیت اور انسانی نگرانی کو یقینی بنانا ضروری ہے۔ اگر واضح پالیسی نہ ہو تو AI نظام طلبہ کے ڈیٹا، جانچ اور فیصلہ سازی میں عدم مساوات پیدا کر سکتے ہیں۔ امریکہ اور برطانیہ نے اس حوالے سے محتاط حکمت عملی اپنائی ہے۔ امریکی محکمہ تعلیم نے AI کے استعمال میں جوابدہی، پرائیویسی اور انسانی نگرانی پر زور دیا ہے، جبکہ برطانیہ نے تعلیمی اداروں کو ہدایت دی ہے کہ AI کے نتائج کو بغیر تصدیق قبول نہ کیا جائے اور اساتذہ کا کنٹرول برقرار رکھا جائے۔ پاکستان میں ابھی تک ایسی واضح رہنما اصولوں کی کمی ہے، جو فوری توجہ کی متقاضی ہے۔

برین ڈرین اور عالمی مسابقت

پاکستان کے اعلیٰ تعلیمی نظام کو "Brain Drain" جیسے سنگین مسئلے کا بھی سامنا ہے، جہاں باصلاحیت طلبہ اور اساتذہ بہتر مواقع کے لیے بیرون ملک چلے جاتے ہیں۔ عالمی درجہ بندیوں میں پاکستانی جامعات کی محدود نمائندگی بھی اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ تحقیق، جدت اور بین الاقوامی تعاون کے میدان میں ابھی بہت کام درکار ہے۔ اس کے برعکس، ترقی یافتہ ممالک اپنی جامعات کو "Innovation Hubs" کے طور پر استعمال کرتے ہیں،

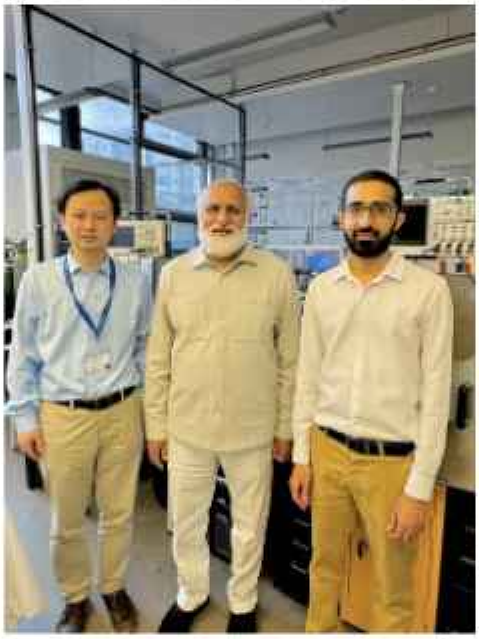

جہاں سٹارٹ اپ کلچر، انکیوبیشن سینٹرز اور انڈسٹری پارٹنرشپس کو فروغ دیا جاتا ہے۔ پاکستان میں بھی کچھ جامعات نے اس سمت میں پیش رفت کی ہے، مگر یہ کوششیں ابھی ابتدائی سطح پر ہیں۔

معاشی رکاوٹیں اور رسائی کا مسئلہ

اعلیٰ تعلیم تک رسائی پاکستان میں ایک بڑا چیلنج ہے۔ سرکاری جامعات میں فیسوں کا بڑھنا اور نجی اداروں کی مہنگی تعلیم نچلے اور متوسط طبقے کے لیے رکاوٹ بن رہی ہے۔ اگرچہ ہائر ایجوکیشن کمیشن نے اسکالرشپ پروگرامز متعارف کرائے ہیں، مگر ان کی تعداد اور دائرہ کار محدود ہے۔ یہ صورتحال تعلیمی عدم مساوات کو بڑھا رہی ہے، جہاں صرف خوشحال طبقہ معیاری اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے نتیجے میں سماجی نقل و حرکت (social mobility) متاثر ہوتی ہے اور طبقاتی تقسیم گہری ہو جاتی ہے۔ تعلیمی ناانصافی کی جدید شکلیں وسائل کی غیر مساوی تقسیم: شہری جامعات جدید سہولیات سے لیس ہیں جبکہ دیہی ادارے بنیادی وسائل سے محروم۔ زبان کا مسئلہ: انگریزی میڈیم طلبہ کو واضح برتری حاصل ہے۔ صنفی و علاقائی فرق: بلوچستان، اندرون سندھ اور جنوبی پنجاب میں لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم تک رسائی محدود ہے۔ ڈیجیٹل تقسیم: آن لائن تعلیم اور AI ٹولز تک رسائی میں بھی واضح فرق موجود ہے۔

بجٹ اور پالیسی کا بحران

پاکستان کا تعلیمی بجٹ عموماً 2 فیصد سے بھی کم رہتا ہے، جبکہ یونیسکو کم از کم 46 فیصد کی سفارش کرتا ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے تحقیق، انفراسٹرکچر اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری نہ ہونے کے باعث نظام کمزور ہو رہا ہے۔

اصلاحات کا جامع ایجنڈا

اعلیٰ تعلیم کے شعبے میں بہتری کے لیے پروفیسر ڈاکٹر نیاز احمد اختر، چیئرمین ہائر ایجوکیشن کمیشن، کے لئے درج ذیل اقدامات ناگزیر ہیں: تعلیمی بجٹ کو جی ڈی پی کے کم از کم 4 فیصد تک بڑھانا • تحقیق کو صنعتی اور سماجی مسائل سے جوڑنا • جامعات اور صنعت کے درمیان مضبوط روابط قائم کرنا • اساتذہ کی تربیت، احتساب اور مراعات کو بہتر بنانا • AI اور ڈیجیٹل تعلیم کے لیے علیحدہ پالیسی تشکیل دینا • میرٹ، شفافیت اور خودمختاری کو یقینی بنانا • اسکالرشپس اور مالی معاونت میں اضافہ کرنا • دیہی اور پسماندہ علاقوں کے لیے خصوصی اقدامات •

ایک نئی سمت کی ضرورت ڈاکٹر نیاز احمد اختر کی قیادت میں ہائر ایجوکیشن کمیشن کے پاس ایک سنہری موقع ہے کہ وہ پاکستان کے اعلیٰ تعلیمی نظام کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرے۔ اگر مؤثر پالیسی سازی، سرمایہ کاری اور شفاف نظام کو یقینی بنایا جائے تو پاکستان اپنی جامعات کو عالمی معیار تک لے جا سکتا ہے۔ اعلیٰ تعلیم کو صرف ڈگری حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں بلکہ قومی ترقی، تحقیق اور جدت کا مرکز بنانا ہوگا۔ یہی وہ راستہ ہے جو پاکستان کو علمی، معاشی اور سماجی طور پر ایک مضبوط اور خودکفیل ملک بنا سکتا ہے۔

جنریشن زی اور تعلیمی نظام

نبیلہ حنیف

انسانی معاشرے کی ترقی کا انحصار تعلیم پر ہوتا ہے۔ ہر دور میں نئی نسل اپنے ساتھ نئی سوچ، نئی اقدار اور نئے تقاضے لے کر آتی ہے۔ موجودہ دور میں جس نسل کا سب سے زیادہ ذکر کیا جاتا ہے وہ جنریشن زی (Generation Z) ہے۔ اس نسل سے مراد وہ نوجوان ہیں جو تقریباً 1997 سے 2012 کے درمیان پیدا ہوئے۔ یہ وہ نسل ہے جو ٹیکنالوجی، انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل دنیا کے ساتھ پروان چڑھی ہے۔ اسی وجہ سے اس نسل کی سوچ، عادات، سیکھنے کا انداز اور زندگی کے تقاضے پہلے کی نسلوں سے کافی مختلف ہیں۔ تعلیمی نظام کسی بھی معاشرے کی فکری اور معاشی ترقی کا بنیادی ستون ہوتا ہے۔ لیکن جب نئی نسل کی ضروریات بدل جائیں تو تعلیمی نظام کو بھی خود کو اس کے مطابق ڈھالنا پڑتا ہے۔ جنریشن زی کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے۔ روایتی تعلیمی نظام، جس میں صرف کتابی تعلیم اور لیکچر پر زور دیا جاتا ہے، اب اس نسل کے لیے مکمل طور پر موثر نہیں رہا۔ اس لیے ضروری ہے کہ تعلیمی نظام میں ایسی تبدیلیاں لائی جائیں جو اس نسل کی ضروریات اور صلاحیتوں کے مطابق ہوں۔

جنریشن زی کی خصوصیات

جنریشن زی کو سمجھنے کے لیے اس کی بنیادی خصوصیات کو جاننا بہت ضروری ہے۔ یہ نسل ٹیکنالوجی کے دور میں پیدا ہوئی ہے، اس لیے اسے اکثر ڈیجیٹل نیٹوز (Digital Natives) کہا جاتا ہے۔ اس نسل کے افراد بچپن سے ہی موبائل فون، کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ اس نسل کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ معلومات تک فوری رسائی رکھتی ہے۔ اگر انہیں کسی موضوع کے بارے میں جاننا ہو تو وہ فوراً انٹرنیٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کی سیکھنے کی رفتار اور انداز بھی مختلف ہے۔ جنریشن زی زیادہ تخلیقی، خودمختار اور حقیقت پسند ہوتی ہے۔ یہ نسل صرف نظریاتی علم سے مطمئن نہیں ہوتی بلکہ عملی تجربات کو بھی اہمیت دیتی ہے۔ وہ ایسے تعلیمی ماحول کو پسند کرتی ہے جہاں سوال پوچھنے، تحقیق کرنے اور نئی چیزیں آزمانے کی آزادی ہو۔ جنریشن زی اور سیکھنے کا انداز جنریشن زی کا سیکھنے کا انداز روایتی طلبہ سے کافی مختلف ہے۔ یہ نسل لمبے لیکچرز سننے کے بجائے مختصر، دلچسپ اور بصری انداز میں سیکھنے کو ترجیح دیتی ہے۔ ویڈیوز، انفوگرافکس، آن لائن کورسز اور انٹرایکٹو مواد انہیں زیادہ متاثر کرتا ہے۔ یہ نسل ملٹی ٹاسکنگ کی عادی ہے۔ وہ ایک ہی وقت میں کئی کام انجام دے سکتی ہے جیسے کہ پڑھائی کے ساتھ ساتھ انٹرنیٹ استعمال کرنا یا آن لائن تحقیق کرنا۔

اسی لیے تعلیمی اداروں کو چاہیے کہ وہ جدید تدریسی طریقوں کو اپنائیں۔ مزید یہ کہ جنریشن زی عملی تعلیم کو زیادہ اہمیت دیتی ہے۔ وہ ایسے تعلیمی پروگرام چاہتے ہیں جن میں پروجیکٹس، تحقیق، گروپ ورک اور عملی تجربات شامل ہوں۔

تعلیمی نظام کے لیے چیلنجز

جنریشن زی کے آنے سے تعلیمی نظام کو کئی چیلنجز کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ روایتی تدریسی طریقے اب اس نسل کی ضروریات کو مکمل طور پر پورا نہیں کر سکتے۔ بہت سے تعلیمی اداروں میں ابھی بھی وہی پرانا نظام رائج ہے جس میں استاد صرف لیکچر دیتا ہے اور طلبہ خاموشی سے سنتے ہیں۔ لیکن جنریشن زی اس طریقہ تعلیم سے جلد اکتا جاتی ہے کیونکہ وہ زیادہ متحرک اور انٹرایکٹو ماحول کو پسند کرتی ہے۔ ایک اور چیلنج یہ ہے کہ اس نسل کی توجہ کا دورانیہ نسبتاً کم ہوتا ہے۔ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کی وجہ سے وہ جلدی ایک موضوع سے دوسرے موضوع کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اساتذہ کو تدریس میں ایسے طریقے اپنانے کی ضرورت ہے جو طلبہ کی دلچسپی برقرار رکھ سکیں۔

ٹیکنالوجی اور تعلیم

ٹیکنالوجی نے تعلیمی نظام میں بڑی تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ آج کل آن لائن تعلیم، ڈیجیٹل لائبریریاں، ورچوئل کلاس رومز اور ای لرننگ پلیٹ فارمز عام ہوتے جا رہے ہیں۔ جنریشن زی کے لیے ٹیکنالوجی کا استعمال تعلیم کو زیادہ موثر اور دلچسپ بنا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اساتذہ ویڈیوز، پریزنٹیشنز، آن لائن کوئزز اور ڈیجیٹل وسائل کا استعمال کر کے طلبہ کی توجہ حاصل کر سکتے ہیں۔ مزید یہ کہ ٹیکنالوجی کے ذریعے طلبہ دنیا بھر کے تعلیمی وسائل تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ مختلف ممالک کے کورسز، لیکچرز اور تحقیقی مواد سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اساتذہ کا کردار

جنریشن زی کے دور میں اساتذہ کا کردار پہلے سے زیادہ اہم ہو گیا ہے۔ اب استاد صرف معلومات فراہم کرنے والا نہیں بلکہ رہنما (Mentor) اور سہولت کار (Facilitator) بن چکا ہے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کریں اور انہیں تحقیق اور تجزیہ کرنے کی ترغیب دیں۔ اساتذہ کو جدید تدریسی طریقوں سے واقف ہونا چاہیے تاکہ وہ طلبہ کو بہتر انداز میں تعلیم دے سکیں۔ ایک اچھا استاد وہ ہوتا ہے جو طلبہ کے سوالات کو اہمیت دے اور انہیں آزادانہ سوچنے کا موقع فراہم کرے۔

پاکستان میں تعلیمی نظام اور جنریشن زی

پاکستان میں تعلیمی نظام ابھی بھی کئی مسائل کا شکار ہے۔ بہت سے تعلیمی اداروں میں روایتی تدریسی طریقے رائج ہیں اور جدید ٹیکنالوجی کا استعمال محدود ہے۔ جنریشن زی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ تعلیمی نصاب میں اصلاحات کی جائیں۔ نصاب کو زیادہ عملی، تحقیق پر مبنی اور جدید تقاضوں کے مطابق بنایا جائے۔ اس کے علاوہ تعلیمی اداروں میں ڈیجیٹل سہولیات فراہم کی جائیں تاکہ طلبہ ٹیکنالوجی کے ذریعے بہتر انداز میں سیکھ سکیں۔

جنریشن زی کے لیے مہارتوں کی اہمیت

آج کے دور میں صرف ڈگری حاصل کرنا کافی نہیں بلکہ مختلف مہارتیں بھی ضروری ہیں۔ جنریشن زی کو ایسی مہارتیں سیکھنی چاہئیں جو انہیں مستقبل کے چیلنجز کا سامنا کرنے کے قابل بنائیں۔ ان مہارتوں میں تنقیدی سوچ، تخلیقی صلاحیت، مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت، ٹیم ورک اور ڈیجیٹل مہارتیں شامل ہیں۔ تعلیمی نظام کو چاہیے کہ وہ طلبہ کو صرف کتابی علم نہ دے بلکہ انہیں عملی زندگی کے لیے بھی تیار کرے۔

آن لائن تعلیم کا بڑھتا ہوا رجحان

گزشتہ چند سالوں میں آن لائن تعلیم کا رجحان بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ خاص طور پر کورونا وبا کے دوران دنیا بھر میں تعلیمی اداروں نے آن لائن کلاسز کا سہارا لیا۔ جنریشن زی چونکہ ٹیکنالوجی سے مانوس ہے اس لیے وہ آن لائن تعلیم کو آسانی سے اپناتی ہے۔ آن لائن تعلیم کے ذریعے طلبہ گھر بیٹھے دنیا کے بہترین اساتذہ سے سیکھ سکتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس بات کو بھی یقینی بنانا ضروری ہے کہ طلبہ کو عملی سرگرمیوں اور سماجی رابطوں کے مواقع بھی ملیں۔

تعلیمی نظام میں اصلاحات کی ضرورت

جنریشن زی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے تعلیمی نظام میں کئی اصلاحات کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے نصاب کو جدید دور کے مطابق بنایا جائے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ تدریسی طریقوں کو زیادہ دلچسپ اور انٹرایکٹو بنایا جائے۔ طلبہ کو گروپ ورک، پراجیکٹس اور عملی سرگرمیوں میں شامل کیا جائے۔ اسی طرح اساتذہ کی تربیت بھی ضروری ہے تاکہ وہ جدید تعلیمی طریقوں سے واقف ہو سکیں۔ نتیجہ جنریشن زی ایک باصلاحیت، باخبر اور ٹیکنالوجی سے جڑی ہوئی نسل ہے۔ اس نسل کے نوجوان دنیا کو نئی سوچ اور نئے خیالات دے سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ تعلیمی نظام بھی ان کے مطابق ترقی کرے۔ اگر تعلیمی ادارے جدید ٹیکنالوجی کو اپنائیں، نصاب کو بہتر بنائیں اور طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دیں تو یہ نسل معاشرے کی ترقی میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ جنریشن زی اور تعلیمی نظام ایک دوسرے سے گہرے طور پر وابستہ ہیں۔ اگر تعلیمی نظام اس نسل کی ضروریات کو سمجھ کر خود کو بہتر بنائے تو مستقبل میں ایک زیادہ تعلیم یافتہ، باشعور اور ترقی یافتہ معاشرہ تشکیل پا سکتا ہے۔

نئے تعلیمی سیشن کا آغاز

بہترین تعلیمی ادارہ بنانے کے لیے جامع، مؤثر اور پائیدار حکمتِ عملی

مالک خان سیال

تعلیمی سال کا آغاز کسی بھی سکول کے لیے محض انتظامی سرگرمی نہیں بلکہ ایک نئی جہت، نئی توانائی اور نئی ذمہ داری کا نقطۂ آغاز ہوتا ہے۔ یہی وہ وقت ہے جب ادارہ اپنی سمت درست کر سکتا ہے، کمزوریوں کا جائزہ لے سکتا ہے اور آئندہ سال کے لیے مضبوط بنیاد رکھ سکتا ہے۔ اگر سیشن کے آغاز پر دانشمندانہ قیادت، منظم منصوبہ بندی اور اجتماعی عزم کا مظاہرہ کیا جائے تو سکول کو بہتر سے بہترین بنانے کا خواب حقیقت بن سکتا ہے۔

ایک مثالی تعلیمی ادارہ وہ ہوتا ہے جہاں قیادت بصیرت رکھتی ہو، اساتذہ پیشہ ورانہ مہارت سے آراستہ ہوں، مینجمنٹ منظم ہو اور طلبہ کو ایک محفوظ، باوقار اور متاثر کن ماحول میسر ہو۔ ذیل میں ان اقدامات کی جامع تفصیل پیش کی جا رہی ہے جو سیشن کے آغاز پر اختیار کیے جائیں تو سکول میں نمایاں بہتری لائی جا سکتی ہے۔

1۔ وژن، مشن اور اقدار کی تجدید

ہر نئے سیشن کے آغاز پر:

- سکول کے وژن (Vision) اور مشن (Mission) کو دوبارہ واضح اور موثر انداز میں پیش کیا جائے۔
- ادارے کی بنیادی اقدار (Core Values) مثلاً دیانت، نظم و ضبط، احترام، خدمت اور ذمہ داری کو نمایاں کیا جائے۔
- اساتذہ اور عملے کو ادارے کی سمت اور ترجیحات سے مکمل آگاہ کیا جائے۔

جب پورا ادارہ ایک ہی سوچ اور مقصد کے تحت کام کرتا ہے تو نتائج غیر معمولی ہوتے ہیں۔

2۔ سالانہ اسٹریٹجک پلاننگ

سیشن کے آغاز پر ایک جامع سالانہ منصوبہ تیار کیا جائے جس میں:

- علمی اہداف (Academic Targets)
- نتائج کا مطلوبہ معیار
- ہم نصابی سرگرمیوں کا شیڈول
- اساتذہ کی تربیتی سرگرمیاں
- والدین سے رابطے کا نظام

سب کچھ تحریری اور منظم شکل میں موجود ہو۔ واضح منصوبہ بندی ادارے کو انتشار سے بچاتی ہے۔

3۔ ڈیٹا پر مبنی فیصلہ سازی

گزشتہ سال کے نتائج، حاضری ریکارڈ اور کارکردگی رپورٹس کا تجزیہ کیا جائے۔

- کمزور مضامین اور کلاسز کی نشاندہی کی جائے۔
- ٹارگٹڈ امپروومنٹ پلان (Targeted Improvement Plan) بنایا جائے۔
- ہر ماہ پیش رفت کا جائزہ لیا جائے۔

اعداد و شمار کی بنیاد پر کیے گئے فیصلے زیادہ موثر اور نتیجہ خیز ہوتے ہیں۔

4۔ اساتذہ کی پیشہ ورانہ ترقی

ایک بہترین سکول کی اصل طاقت اس کے اساتذہ ہیں۔

- تدریسی مہارت، کلاس روم مینجمنٹ اور طلبہ کی نفسیات پر تربیتی سیشن منعقد کیے جائیں۔
- جدید تدریسی طریقوں جیسے ایکٹیو لرننگ (Active Learning)، پراجیکٹ بیسڈ لرننگ (Project Based Learning) اور ٹیکنالوجی کے استعمال پر زور دیا جائے۔
- اساتذہ کے لیے کارکردگی کے واضح معیار مقرر کیے جائیں۔

اساتذہ کی ترقی، طلبہ کی ترقی کی ضمانت ہے۔

5۔ موثر کلاس روم کلچر کی تشکیل

سیشن کے آغاز پر ہی کلاس روم کا ماحول مثبت بنایا جائے:

- تعلیم واضح قوانین اور توقعات مقرر کی جائیں۔
- طلبہ کو ذمہ داری سکھائی جائے۔
- مثبت رویے کو سراہا جائے اور اصلاحی نظام اپنایا جائے۔

ایک منظم کلاس روم سیکھنے کو خوشگوار اور بامقصد بناتا ہے۔

6۔ طلبہ کی نفسیاتی اور سماجی رہنمائی

نیا سیشن بعض طلبہ کے لیے دباؤ کا سبب بھی ہو سکتا ہے۔

- کونسلنگ سیشنز کا اہتمام کیا جائے۔
- نئے داخل ہونے والے طلبہ کے لیے اورینٹیشن پروگرام رکھا جائے۔
- طلبہ میں اعتماد، خود اظہار اور قائدانہ صلاحیتوں کو فروغ دیا جائے۔

تعلیم صرف کتابی علم نہیں بلکہ شخصیت سازی کا عمل ہے۔

7۔ والدین کی شمولیت

والدین کو سکول کا شراکت دار بنایا جائے:

- سیشن کے آغاز پر بامقصد اورینٹیشن میٹنگ کی جائے۔
- تعلیمی پالیسی، ڈسپلن سسٹم اور توقعات واضح کی جائیں۔
- باقاعدہ رابطے کا نظام قائم رکھا جائے۔

سکول اور گھر کے تعاون سے ہی بچے کامیاب بنتے ہیں۔

8۔ ہم نصابی اور غیر نصابی سرگرمیاں

ہم نصابی سرگرمیاں طلبہ کی ہمہ جہت ترقی کے لیے ضروری ہیں۔

- سپورٹس ویک، سائنسی نمائش، تقریری مقابلے اور مباحثے کی پیشگی منصوبہ بندی کی جائے۔
- فنونِ لطیفہ، ڈرامہ اور ملی نغموں کے پروگرام ترتیب دیے جائیں۔
- ہر طالب علم کو کسی نہ کسی سرگرمی میں شامل کیا جائے۔

یہ سرگرمیاں ٹیم ورک، قیادت اور خود اعتمادی کو فروغ دیتی ہیں۔

9۔ مانیٹرنگ اور احتساب کا مؤثر نظام

بہتری برقرار رکھنے کے لیے نگرانی ضروری ہے۔

- باقاعدہ کلاس آبزرویشن کی جائے۔
- اساتذہ کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے۔
- طلبہ کے نتائج کا ماہانہ تجزیہ کیا جائے۔

مسلسل جائزہ ادارے کو معیاری بناتا ہے۔

10۔ صاف، محفوظ اور متاثر کن ماحول

سکول کا ماحول طلبہ کے مزاج پر اثر انداز ہوتا ہے۔

- صفائی اور تزئین و آرائش کا خاص اہتمام کیا جائے۔
- دیواروں پر تعلیمی چارٹس اور حوصلہ افزا پیغامات لگائے جائیں۔
- حفاظتی انتظامات اور بنیادی سہولیات مکمل ہوں۔

ایک خوبصورت اور محفوظ ماحول سیکھنے کی رغبت بڑھاتا ہے۔

11۔ ٹیکنالوجی کا مؤثر استعمال

موجودہ دور میں ڈیجیٹل تعلیم ناگزیر ہے۔

- سمارٹ کلاسز اور پروجیکٹر کا استعمال بڑھایا جائے۔
- آن لائن لرننگ پلیٹ فارم متعارف کروائے جائیں۔
- ڈیجیٹل ریکارڈ رکھنے کا نظام بنایا جائے۔

ٹیکنالوجی تعلیمی معیار کو جدید خطوط پر استوار کرتی ہے۔

12۔ مثبت قیادت اور ٹیم اسپرٹ

پرنسپل کو بطور رہنما کردار ادا کرنا چاہیے:

- اساتذہ کی حوصلہ افزائی کی جائے۔
- مسائل کو کھلے دل سے سنا جائے۔
- ٹیم ورک کو فروغ دیا جائے۔

مثبت قیادت پورے ادارے میں توانائی پیدا کرتی ہے۔

13۔ تعلیمی وسائل کی پیشگی تیاری

سیشن کے آغاز سے قبل ضروری تعلیمی وسائل کی مکمل تیاری یقینی بنائی جائے:

- نصاب، ورک شیٹس اور تدریسی مواد بروقت دستیاب ہو۔
- لیبارٹری، لائبریری اور آئی ٹی وسائل فعال حالت میں ہوں۔
- کلاس روم ڈسپلے اور تعلیمی چارٹس مناسب انداز میں آویزاں کیے جائیں۔

بہتر تیاری تدریسی عمل کو مؤثر اور منظم بناتی ہے۔

14۔ ابتدائی تشخیصی جائزہ (Diagnostic Assessment)

نئے سیشن کے آغاز پر طلبہ کی تعلیمی سطح کا جائزہ لینا ضروری ہے:

- ابتدائی ٹیسٹ کے ذریعے سابقہ علم کا اندازہ لگایا جائے۔
- کمزور اور مضبوط پہلوؤں کی نشاندہی کی جائے۔
- نتائج کی بنیاد پر تدریسی حکمت عملی ترتیب دی جائے۔

درست تشخیص مؤثر تعلیم کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔

15۔ ریمیڈیل اور انرچمنٹ پروگرام

ہر طالب علم کی ضروریات مختلف ہوتی ہیں، اس لیے:

- کمزور طلبہ کے لیے اضافی معاونتی کلاسز رکھی جائیں۔
- نمایاں کارکردگی دکھانے والوں کے لیے چیلنجنگ سرگرمیاں دی جائیں۔
- انفرادی رہنمائی کا نظام متعارف کروایا جائے۔

یہ نظام تعلیمی مساوات اور بہترین نتائج کو یقینی بناتا ہے۔

16۔ حاضری اور وقت کی پابندی کا مضبوط نظام

نظم و ضبط کامیاب ادارے کی پہچان ہے:

- طلبہ اور اساتذہ کے لیے واضح حاضری پالیسی بنائی جائے۔
- تاخیر اور غیر حاضری کی بروقت نگرانی کی جائے۔
- وقت کی پابندی کو مثبت انداز میں فروغ دیا جائے۔

نظم و ضبط تعلیمی معیار کو مستحکم کرتا ہے۔

17۔ صحت، صفائی اور حفاظتی انتظامات

محفوظ اور صحت مند ماحول تعلیم کے لیے ناگزیر ہے:

- صاف پانی اور بنیادی طبی سہولت دستیاب ہو۔
- فرسٹ ایڈ باکس اور ایمرجنسی پلان تیار ہو۔
- صفائی اور حفظانِ صحت کے اصولوں پر عمل کروایا جائے۔

محفوظ ماحول طلبہ کی یکسوئی اور اعتماد بڑھاتا ہے۔

18۔ کارکردگی کی حوصلہ افزائی اور انعامی نظام

مثبت مسابقت ترقی کا ذریعہ ہے:

- بہترین کارکردگی پر اسناد اور ایوارڈز دیے جائیں۔
- ماہانہ یا سہ ماہی تعریفی تقریب منعقد کی جائے۔
- اساتذہ کی محنت کو بھی سراہا جائے۔

تعریف اور حوصلہ افزائی ادارے میں توانائی اور جذبہ پیدا کرتی ہے۔

اختتامی کلمات

نئے تعلیمی سیشن کا آغاز دراصل مستقبل کی بنیاد رکھنے کا وقت ہے۔ اگر یہ آغاز منظم منصوبہ بندی، مؤثر قیادت، پیشہ ورانہ مہارت اور باہمی تعاون کے ساتھ کیا جائے تو سکول صرف ایک تعلیمی ادارہ نہیں بلکہ کردار سازی، فکری بالیدگی اور قومی خدمت کا مرکز بن سکتا ہے۔

بہترین سکول وہ ہے جہاں ہر استاد معمارِ قوم ہو، ہر طالب علم مستقبل کا قائد ہو اور ہر دن بہتری کی نئی داستان رقم کرے۔ اگر عزم مضبوط ہو، حکمت عملی واضح ہو اور ٹیم متحد ہو تو سکول کو بہتر سے بہترین بنانے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی۔

چیئرمین ہائر ایجوکیشن کمیشن، پروفیسر ڈاکٹر نیاز احمد اختر کی مصروفیات کی تصویری جھلکیاں

فروغ علم اور تعلیمی سرگرمیوں سے آگاہی کے لئے ماہنامہ علمیت لاہور کے خریدار بنیں

چیئرمین ہائر ایجوکیشن کمیشن، پروفیسر ڈاکٹر نیاز احمد اختر کی مصروفیات کی تصویری جھلکیاں